بلٹن اکتوبر ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے)

15 Stanley Avenue, Wembley , UK , HA0 4JQ

امام اور ناظم 020 8903 2689 صدر 020 8524 8212

سیکریٹری 01753 692654 دارالکتب 01753 675182

email: AAII@saziz.globalnet.com Fax: 0870 131 9340

اکتوبر میٹنگ

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں۔

جائے وقوع:۔ دارالسلام

تاریخ:۔ ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۲ء

وقت:۔ ۳ بجے سہ پہر

موضوع:۔ اسلام اور ماحولیات

مشتاق علی

باقاعدہ سرگرمیاں

ریڈیو پروگرام: ہر جمعہ دو بجے سہ پہر ریڈیو پنجاب آسٹرا ڈیجیٹل سیلائٹ چینل ۸۸۰

درسِ قرآن: ہر جمعہ شام ۳ بجے

میٹنگ منتظمہ: ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۲ بجے

ماہوار اجلاس: ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۳ بجے

فہرست مضامین

اخبارِ عالم صفحہ ۱

مسیح کی بعثت ثانی کے نشانات شاہد عزیز صفحہ ۱

حضرت موسیٰ یمن میں مائیکل ایس سینڈرز صفحہ ۶

ابتدائی تعلیمات اسلام ڈاکٹر زاہد عزیز صفحہ ۸

اخبارِ عالم

محترمہ صفیہ قادر، ہمشیرہ عبدالستار صاحب ساکن ہیورڈ کیلیفورنیا، شدید بیمار ہیں۔ ممبران سے درخواست ہے کہ اُن کی مکمل اور جلد صحت کے لئے دُعا کریں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت کے مندرجہ ذیل ممبران وفات پا گئے ہیں۔ دارالسلام (لندن) میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومین کو اپنا قُرب عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل۔

۱: مسز پتریشا علی، جناب فضل الدین صاحب کی اہلیہ، کلیکسٹن بے ٹرینیڈاڈ میں ۹ اگست کو وفات پا گئیں۔ فضل الدین صاحب کلیکسٹن بے جماعت کے صدر ہیں۔ آج کل وہ انگلستان میں اپنے صاحبزادے مشتاق علی کے پاس مقیم ہیں۔

۲: مسز تھیلما نیشادین، ہمارے مرحوم بھائی ایم بی یاسین جو گیانا جماعت کے صدر تھے اور جن کی انتھک مساعی سے اُس مُلک میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی اور جو دی مُسلم ٹائمز کے بانی بھی تھے جو کہ گیانا جماعت کا نمائندہ اخبار ہے، کی بہن تھیں۔ محترمہ دین صاحبہ نے ٹیکساس (یو ایس اے) میں وفات پائی۔

۳: جناب محمد علی، محترم شوکت علی جو کہ مشرق بعید میں مرکز کے نمائندہ ہیں اور جن کی کوششوں سے جماعت ہندوستان کی مساعی کو زبردست تقویت پہنچی اور جو دھلی میں مسجد کی تعمیر کی کوشش کر رہے ہیں، کے والد تھے۔ جنازہ ۱۰ ستمبر کو برزبن (آسٹریلیا) میں ہوا۔

خدا سب کو غریق رحمت کرے اور اُن کے کنبوں کو اپنی امان میں رکھے۔ (آمین)

مسیح کی بعثت ثانی کے نشانات

شاہد عزیز

(خطبہ جمعہ سے ماخوز)

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ (الکھف آیات ۹۸ ۔ ۹۹)

حضرت مرزا غلام احمد کی اِن آیات کی تشریح

''یعنی جب وعدہ خدا تعالیٰ کا نزدیک آ جائے گا تو خدا تعالیٰ اُس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دیگا جو یاجوج ماجوج کی روک ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ہم اُس دن یعنی یاجوج ماجوج کی سلطنت کے زمانے میں متفرق فرقوں کو مہلت دینگے کہ تا ایک دوسرے میں موجزنی کریں یعنے ہر یک فرقہ اپنے مذہب اور دین کو دوسرے پر غالب کرنا چاہے گا اور جس طرح ایک موج اُس چیز کو اپنے نیچے دبانا چاہتی ہے جس کے اُوپر پڑتی ہے۔ اسی طرح موج کی مانند بعض بعض پر پڑیں گے تا اُن کو دبا لیں اور کسی کی

طرف سے کمی نہیں ہوگی ہر یک فرقہ اپنے مذہب کو عروج دینے کے لئے کوشش کرے گا اور وہ اُنہیں لڑائیوں میں ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا۔ تب ہم تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دینگے۔ صور پھونکنے سے اس جگہ یہ اشارہ ہے کہ اُس وقت عادت اللہ کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی تائیدوں کے ساتھ کوئی مصلح پیدا ہوگا اور اُس کے دِل میں زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور وہ زندگی دُوسروں میں سرایت کرے گی۔ یاد رہے کہ صُور کا لفظ ہمیشہ عظیم الشان تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے گویا جب خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات کو ایک صورت سے منتقل کر کے دُوسری صُورت میں لاتا ہے تو اس تغیر صُور کے وقت کو نفخ صُور سے تعبیر کرتے ہیں اور اہل کشف پر مکاشفات کی رُو سے اس صُور کا ایک وجود جسمانی بھی محسوس ہوتا ہے اور یہ عجائبات اُس عالم میں سے ہیں جن کے سِرّ اس دُنیا میں بجز منقطعین کے اور کسی پر کھل نہیں سکتے۔ بہر حال آیات موصوفہ بالا سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائی مذہب اور حکومت کا زمین پر غلبہ ہوگا اور مختلف قوموں میں بہت سے تنازعات مذہبی پیدا ہونگے اور ایک قوم دُوسری قوم کو دبانا چاہے گی اور ایسے زمانہ میں صُور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جاویگا یعنے سُنّت اللہ کے موافق آسمانی نظام قائم ہوگا اور ایک آسمانی مصلح آئیگا درحقیقت اسی مصلح کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ جبکہ فتنہ کی بُنیاد نصاریٰ کی طرف سے ہوگی اور خدا تعالیٰ کا بڑا مطلب یہ ہوگا کہ اُن کی صلیب کی شان توڑے۔ اس لئے جو شخص نصاریٰ کی دعوت کے لئے بھیجا گیا بوجہ رعایت حالت اس قوم کے جو مخاطب ہے اس کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا اور دُوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ جب نصریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنایا اور اپنی مفتریات کو اُن کی طرف منسوب کیا اور ہزار ہا مکاریوں کو زمین پر پھیلایا اور حضرت مسیح کی قدر کو حد سے زیادہ بڑھا دیا تو اس زندہ اور وحید اور بیمثل کی غیرت نے چاہا کہ اسی اُمّت سے عیسیٰ ابن مریم کے نام پر ایک اپنے بندہ کو بھیجے اور کرشمہ قدرت کا دکھلاوے تا ثابت ہو کہ بندوں کو خدا بنانا حماقت ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے اور مُشتِ خاک کو افلاک تک پہنچا سکتا ہے اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رہے کہ زمانہ کے فساد کے وقت جب کوئی مصلح آتا ہے اُس کے ظہور کے وقت پر آسمان سے ایک انتشار نورانیت ہوتا ہے یعنی اُس کے اُترنے کے ساتھ زمین پر ایک نُور بھی اُترتا ہے اور مستعد دلوں پر نازل ہوتا ہے تب دُنیا خود بخود بشرط استعداد نیکی اور سعادت کی طریقوں کی طرف رغبت کرتی ہے اور ہر یک دل تحقیق اور تدقیق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور نامعلوم اسباب سے طلب حق کے لئے ہر یک طبیعت مستعدہ میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض ایک ایسی ہوا چلتی ہے جو مُستعد دلوں کو آخرت کی طرف ہلا دیتی ہے اور سوئی ہوئی قوتوں کو جگا دیتی ہے اور زمانہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک انقلاب عظیم کی طرف حرکت کر رہا ہے۔ سو یہ علامتیں اس بات پر شاہد ہوتی ہیں کہ وہ مصلح دُنیا میں پیدا ہوگیا پھر جس قدر آنیوالا مصلح عظیم الشان ہو یہ غیبی تحریکات قوت سے مستعد دلوں میں اپنا کام کرتی ہیں۔ ہر یک سعید الفطرت جاگ اُٹھتا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ اُس کو کس نے جگایا۔ ہر یک صحیح الجبلت اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور نہیں معلوم کر سکتا کہ یہ تبدیلی کیونکر پیدا ہوئی۔ غرض ایک جنبش سی دلوں میں شروع ہو جاتی ہے اور نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جنبش خود بخود پیدا ہوگئی لیکن درپردہ ایک رسول یا مجدد کے ساتھ یہ انوار نازل ہوتے ہیں۔'' (شہادت القرآن، صفحہ ۱۶، رُوحانی خزائین، جلد ۶، صفحہ ۳۱۲)

اقوامِ عالم کی حالت

صُور کا پھونکا جانا جو کہ آنے والے انقلابات کا اعلان کرئے اُس نے بتاتا تھا کہ توھم پرستی کا زمانہ گزر چُکا ہے اور علم کی روشنی کا زمانہ شروع ہو چُکا ہے۔ اور توہم پرستی کے زمانے کے اختتام کے بیج اُنہی قوموں کے لوگوں نے بیجے جو موج در موج اپنے گھروں سے توہم پرستی پھیلانے نکلے تھے۔ یاد رہے کہ اُنیسویں صدی میں عیسائی قوموں کا غلغلہ تھا۔ وہ یورپ سے نکلیں اور اُنہوں نے دنیا کے سارے براعظم فتح کر لئے۔ اُنہوں نے سارے دنیاوی علوم کو بھی ماسٹر کر لیا۔ اِسی وقت مسلمان، عرب سے

مرزا مظفر بیگ ساطع، بانی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (شاخ فجی)۔ مسلمانانِ فجی نے انجمن حمایت اسلام لاہور سے ایک ایسے مُبلغ کی درخواست کی جو آریہ ساج، ہندوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں ایک فرقہ، کے مشنریوں کا مُقابلہ کر سکے کیونکہ وہ بڑی تعداد میں مسلمانوں کو ہندو بنا رہے تھے۔ انجمن حمایت اسلام نے یہ درخواست احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دی اس لئے کہ اُن کے پاس ایسا کوئی مُبلغ نہ تھا۔ مرزا صاحب فجی گئے اور آریہ ساجی مُناظرین کو بحثوں میں شکست دینے کے بعد اُنہوں نے مسلمانانِ فجی سے 'فاتح فجی' کا لقب پایا

نکلنے کے ۱۴ سو سال بعد، پستی کی انتہا کو چھو رہے تھے۔ نہ صرف وہ سیاسی قوت کھو چکے تھے بلکہ اُن میں علم حاصل کرنے اور اُس کو پھیلانے کا جذبہ بھی مفقود تھا۔

اس موقع پر بیک وقت تین چیزیں ظہور میں آئیں۔ اول، عیسائی قوموں نے خود اُن توہام کی بربادی کے بیج بوئے جو وہ پھیلا رہی تھیں یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰؑ خدائی میں شریک تھے۔ دوم، مغرب میں اسلام کی تشخیص نو شروع ہوئی اور سوم مشرق میں ایک اکیلے اَن پڑھ انسان نے ایک جماعت بنائی جس نے، اندھیرے کے اُس دور میں، یہ اعلان کیا کہ اسلام کی نُصرت کا وقت آچکا ہے اور مسلمانوں کو دنیاوی علوم میں کی گئی مغرب کی ترقی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

علم آثار قدیمہ (Archaeology) کا ارتقاء

آج میں اس علم کے ارتقاء کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں بابائے آثار قدیمہ، ہائنرخ شلیمین (۱۸۲۲ء تا ۱۸۹۰ء) کے

ساتھ شروع کرتا ہوں۔ اُنہوں نے ۱۸۵۹ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی شہریت حاصل کی۔ وہ ہومر کی شہرہ آفاق کتابوں 'الیاڈ' اور 'اوڈسی' کے شیدائی تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ صرف قصے کہانیاں نہیں بلکہ یہ اصلی تاریخ ہے جس پر مبالغہ آمیزی کا ملمع چڑھایا گیا ہے۔ مثلاً اُن کا خیال تھا کہ ٹروے ایک اصلی شہر تھا اور جنگِ ٹروے ایک اصلی واقعہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم 'الیاڈ' میں دیئے گئے راستے کے نشانات سے یونانی سمندری جہازوں کے راستے کا تعین کر سکتے ہیں اور پھر ایک خیالی رُوٹ کا حساب لگا کر ٹروئے کے جائے وقوع کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ ۱۸۶۸ء میں وہ یونان گئے اور اس ۲۵۰۰ سال پُرانی نظم کو بطور گائڈ استعمال کر کے یونانی جہازوں کے راستے کا کھوج لگا کر، اُس جگہ کھدائی کر کے جہاں اُن کا خیال تھا کہ ٹروئے کا شہر ہے، ایک شہر کو ڈھونڈھ نکالا اور اپنی بات پر یقین نہ کرنے والوں کو ششدر کر دیا۔ لیکن یہ کوئی انفرادی واقع نہ تھا اس لئے کہ شلیمین کھودتے گئے اور یونان اور ٹرکی میں مختلف جگہ شہر پر شہر نکالتے چلے گئے، اُنہوں نے اس طرح کُل آٹھ شہر ڈھونڈھ نکالے۔

جلد ہی اس چیز کو سمجھ لیا گیا کہ یہی طریق بائبل کے آثار قدیمہ کے لئے استعمال ہوسکتا ہے۔ سر چارلز وِلسن نئے زمانے کے پہلے محقق تھے جنہوں نے ہیکل سلیمانی کے لئے تحقیق اور کھدائی کی۔ اُنہوں نے ہی فنڈ برائے تحقیق و تفتیش فلسطین قائم کیا تا کہ بائبل میں دی گئی جگہوں کو فلسطین میں ڈھونڈا جا سکے۔ ۱۸۸۶ء میں انہوں نے اعلان کیا کہ یہ جگہیں ڈھونڈنے کے لئے ڈاکٹر شلیمین کے دریافت شدہ طریق کو استعمال کیا جائے گا۔ ولیم پیٹری کو اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور اُنہوں نے گیارہ شہر دریافت کئے جو کہ ایک دوسرے کے اوپر بنائے گئے تھے۔ پیٹری نے کھنڈرات کی تاریخ مقرر کرنے کا ایک اور طریق بھی ایجاد کیا۔ یہ مٹی کی بنی اشیاء کی شکل، ڈیزائین اور نقش و نگار میں تبدیلی اور ارتقاء کو استعمال کرتا تھا۔ اس سے اِن اشیاء کے ساتھ ساتھ اُن کے گرد جمع ٹوٹی پھوٹی چیزوں کے تاریخ وار سلسلے کا تعین کیا جا سکتا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں جیرلڈ ہارڈنگ جو آگے چل کر جورڈن کے

مولانا احمد یار صاحب نے لاہور احمدیہ جماعت فجی میں نئی روح پھونکی اور مُخالفینِ جماعت کے ہاتھوں بہت ظلم برداشت کئے۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آپ کو بھوکا رکھ کر جان سے مارنے کی کوشش بھی کی گئی صرف اس لئے وہ کہ جماعت احمدیہ لاہور کے پیغام کو آگے بڑھا رہے تھے۔

محکمہ آثار قدیمہ کے سربراہ بنے اور جنہوں نے شروع شروع میں بحیرہ مردہ کے صحیفوں کے لئے کھدائی اور اُن کی تدوین میں مرکزی رول ادا کیا، اُس کی ٹیم میں شامل ہوئے۔

کئی لحاظ سے جرمن اِن طریقوں کی ایجاد میں اور آگے بڑھے۔ مثلاً کھدائی کے بعد وہ، ماضی میں جو شہر تھا، چھوٹی سے چھوٹی تفصیل تک، وہ دوبارہ اُس کو بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ روبرٹ کولڈوے نے بابل کے کھنڈرات یہی طریق استعمال کر کے کھودے اور اِس کی کھوئی ہوئی تہذیب کی ایک مربوط تصویر پیش کی۔

مذہبی انکشافات

قدیم تہذیبوں کے کھوئے ہوئے شہروں کو دریافت کرنے میں شلیمین کی کامیابی کا انحصار اُن کی حقائق کو افسانوں، جو کہ ہومر نے لکھے تھے، سے الگ کر سکنے کی اہلیت پر تھا۔ بائبل کے آثار قدیمہ کا علم بھی اُسی صورت میں کامیاب ہوسکتا تھا جبکہ یہی طریقہ کار اختیار کیا جاتا۔ یہ حقیقت اور افسانہ کو الگ الگ کرنے کا کام ایک غیر متوقع جانب سے ہوا، اور وہ تھا ارنسٹ رینن۔ رینن ایک فرانسیسی مذہبی عالم اور مورخ تھا جس نے اپنے کیریئر کا آغاز پادری بننے سے شروع کیا تھا۔ لیکن جرمن علومِ بائبل کے زیر اثر اُس نے اس عقیدہ پر اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ بائبل لفظی معنوں میں سچ ہے اور ۱۸۴۵ء میں اُس نے اپنے پیشے کو خدا حافظ کہہ دیا۔ ۱۸۶۰ء وہ آثار قدیمہ کی کھوج میں فلسطین گیا اور ۱۸۶۳ء میں اُس نے حضرت مسیح کی زندگی پر ایک کتاب لکھی۔ اس میں حضرت مسیح کو ایک بےمثال لیکن فانی انسان نہ کہ خدا، کی شکل میں پیش کیا۔ نہ جانتے ہوئے رینن اُس تحریک کی بنیاد رکھ دی جس کا نام جدید غیرمذہبی ہمدردیِ انسانیت کی تحریک (modern secular humanism) ہے۔ ایک ہی جھٹکے میں اُس نے بائبل کے علوم کا رُخ بدل دیا۔ رینن نے اور بھی کتابیں لکھیں مثلاً حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تاریخ، پال، عیسائیت اور ساری عمر وہ چرچ کو کانٹا بن کر چبھتا رہا۔

سائنس اور فلسفے میں ترقی

جیسا کہ یہ کافی نہ ہو، چرچ پر ایک اور جانب سے حملہ ہوا۔ ۱۸۵۹ء کے لگ بھگ چارلز ڈارون نے اپنی کتاب 'آغازِ اصناف' (Origin of Species) میں بائبل میں دیئے گئے تخلیقِ انسانی کے نظریے کو چیلنج کیا۔ اس زمانے میں چرچ کا مقابلہ لاادریت سے ہوا۔ تھامس ہکسلی اور روبرٹ سپنسر نے بڑی عظیم الشان تصانیف میں مروجہ عقاید پر اعتراض کئے۔ نیٹشے اور سکوپن ہائر نے عیسائیوں کے روایتی اخلاقی اور مذہبی عقائد کو چیلنج کیا اور پُرانے مفروضوں کو غلط ثابت کر دیا۔

سیاسی تبدیلیاں

اِن ترقیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی تبدیلیاں آئیں۔ ۱۸۷۰ء سے ۱۸۷۲ء میں پرشیا اور فرانس کی جنگ میں پرشیا نے فرانس کو شکست فاش دی اور ایک مُتحدہ جرمن سلطنت قائم کی۔ اس کی اہمیت اس چیز میں ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ یورپ میں ایک عظیم جنگی قوت پوپ کی مرہون منت نہ تھی۔ وہ لوتھری تھی۔ لیکن چرچ کی مشکلات کا یہیں خاتمہ نہ ہوگیا۔ ۱۸۷۰ء میں گیرابالڈی نے تلوار کے ذریعے اٹلی کو متحد کر دیا اور روم پر قبضہ کر لیا۔ وہ پاپائی ریاستوں اور علاقعوں پر بھی قابض ہوگیا اور پُوپ کی حکومت روم میں سیٹ پیٹر کے چرچ تک محدود ہوگئی۔

چرچ کا ردِعمل

لوتھر کے حملوں کے بعد، جو کہ ساڑھے تین سو سال پہلے کئے گئے تھے، رومن کیتھولک چرچ پر ایسا حملہ کبھی نہ ہوا تھا۔ لیکن فرق یہ تھا اس وقت صرف مذہبی بنا پر نہیں، حملے ہر طرف سے ہو

رہے تھے۔ سیاسی مشکلات کا چرچ نے یہ حل نکالا کہ کیتھولک سلطنتوں سے، جیسا کہ آسٹریا کے ہیپسبرگ، اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی۔ مذہبی مشکلات کا پہلا حل یہ نکالا کہ پوپ کے معصوم الخطا ہونے کا فرمان جاری کیا۔ دوسرا حل یہ نکالا کہ اپنے علماء کو اس کام پر لگایا کہ وہ رینن اور جرمن علماء کے اعتراضوں کے جواب دیں۔ انتظام یہ کیا کہ کیتھولک علماء رینن اور جرمنوں کے قائم کردہ میدان میں اُن کا مُقابلہ کریں۔ چرچ نے گویا کہ ایک ہراول دستہ قائم کیا جو کہ بائبل کی لفظی سچائی کے عقیدے اور نئے حملوں کے خلاف چرچ کا دفاع کرے۔ لیکن چرچ والے یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ وہ جتنا زیادہ اپنے سپاہیوں کو نئے ہتھیاروں سے مسلح کرتے وہ اُتنا ہی زیادہ اپنے مقصد سے دور ہو جاتے۔ نئے علوم اور طریق استعمال کرنے کے بعد دفاع کرنے والے خود اُنہی عقائد پر اعتراض کرنے لگے جن کا اُنہوں نے دفاع کرنا تھا۔ اور اس طرح کیتھولک تحریک جدید وجود میں آئی۔

کیتھولک تحریک جدید (Catholic Modernist Movement)

جدید تحقیق کی دیو مالا کو مارنے کی کوشش میں چرچ نے ایک خطرناک جانور کی تخلیق کر لی تھی اور وہ بغیر کسی کنٹرول کے آزاد پھر رہا تھا اور چرچ کو نقصان پہنچا رہا تھا۔ اثر و رسوخ والے نامور عالم، جیسا کہ الفرڈ لوئسی کھلے عام پوچھ رہے تھے کہ، جدید دریافتوں کی موجودگی میں، عیسائی عقائد کی کس طرح تائید کی جا سکتی ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ کنواری کے بطن سے جنم، الوہیت مسیح وغیرہ عقائد قابل قبول نہیں۔ جب چرچ کے اپنے علماء اُس کے عقاید کے خلاف ہو گئے تو پوپ لیو XIII نے ۱۹۰۳ء میں Pontifical Biblical Commission تشکیل دیا جس کا کام تمام کیتھولک مذہبی علمی کام کی نگرانی اور اُس پر نظر رکھنا تھا۔ جدیدی علماء پر سنسرشپ نافذ کر دی گئی تھی! لیکن پوپ پائس دہم اس سے بھی آگے بڑھے اور لوئسی کی کتابوں کو ممنوع کتب کی لسٹ Inquisition's Index of Forbidden Texts میں شامل کر دیا اور اُن تمام کیتھولک استادوں کو نوکری سے نکال دیا جن کے متعلق شبہ تھا کہ اُن کا جھکاؤ جدیدی علماء کی طرف

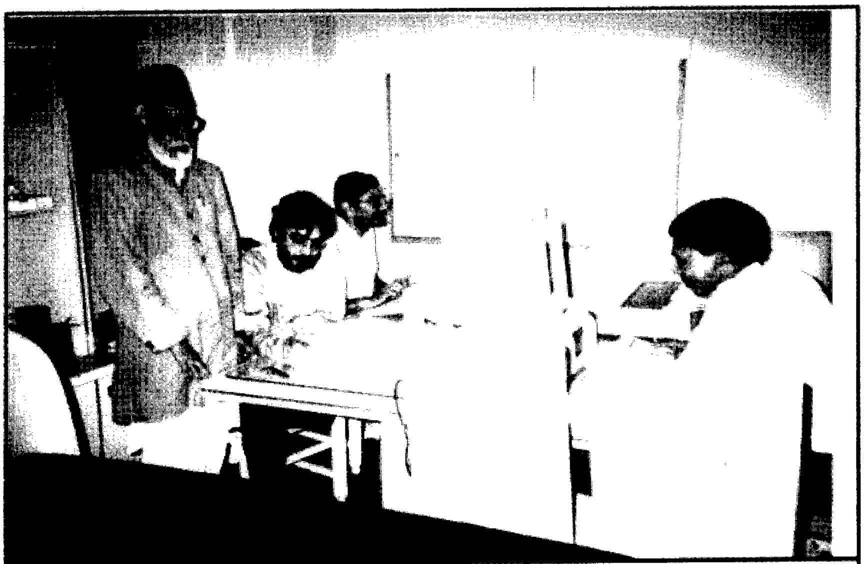

حافظ شیر محمد خوشابی مولانا یار محمد کے بعد فجی تشریف لے گئے اور وہاں جماعت کے روحانی و مالی مستقبل کو محفوظ کیا۔ آپ نے فرمایا ’اگر احمد یار میرے لئے زمین تیار نہ کرتے تو میں کچھ بھی نہ کر سکتا‘۔ جماعت کے ایک مشہور معاند مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب، جماعت کو ختم کرنے کے ارادے سے فجی تشریف لے گئے تو حافظ شیر محمد صاحب نے مولانا کے بزرگ اور پیشرو مولانا اشرف علی تھانوی کی لکھی کتابوں میں سے حوالے پیش کر کے اُنہیں اتنا زچ کیا کہ احتشام الحق صاحب کو فجی سے فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ مندرجہ بالا تصویر ساؤتھ افریقہ میں دوسرے مقدمے کے موقع پر لی گئی تھی جبکہ مولانا نے اکیلے تمام معاندین جماعت کا مقابلہ کیا اور ساؤتھ افریقہ کی ہائی کورٹ سے یہ فیصلہ لیا کہ لاہوری احمدی مسلمان ہیں۔

ہے۔ لوئسی کے علاوہ دوسرے بھی تھے جن کے ساتھ یہی سلوک ہوا۔ انٹونیو فوگزارو، اپنے وقت میں ایک سٹیج پر چوٹی کا غیر پیشہ وارانہ کیتھولک عالم، کی کتابیں بھی اسی لسٹ میں شامل کر دی گئیں کیونکہ اُس نے چرچ کے حق سنسرشپ پر اعتراض کیا تھا۔

مغرب میں اسلام کی تحسین نو

ارتقاء کی کہانی یہیں ختم نہیں ہو جاتی لیکن میرا مقصد صرف اُن تبدیلیوں پر نظر ڈالنا ہے جو کہ اُنیسویں صدی کے آخری پچاس سالوں میں ہوئیں۔ اب ہم مغربی قوموں کے رویے میں اسلام کے متعلق جو تبدیلی آ رہی تھی اُس پر نظر ڈالتے ہیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ مغربی قوموں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کسقدر نفرت کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانوں کو سپین آنے کی دعوت عیسائیوں نے خود دی اس لئے کہ ایک فرقہ دوسرے پر ظلم کر رہا تھا اور معمول کی تحقیقاتیں، مظالم اور قتل جاری تھے جنہیں مسلمانوں نے روکا اور اس قرآنی حکم کے تحت کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہر ایک کو مذہبی آزادی دی۔ ایک لمبا عرصہ حکمرانی کے بعد، جس کے دوران سپین میں علم و حکمت کو ترقی ملی، مسلمانوں کو عیسائیوں کے ہاتھوں شکست ہوئی اور علاوہ اُن چند مسلمانوں اور یہودیوں کے جو فرار ہو سکے، باقی سب کو قتل کر دیا گیا۔ صلیبی جنگوں کے دوران عیسائی فوجوں کا رویہ کچھ مختلف نہ تھا۔ جب عیسائی فوجیں پہلی مرتبہ یروشلم میں داخل ہوئیں تو کہا جاتا ہے کہ اُن کے قتل عام سے یروشلم کی گلیاں ٹخنوں تک خون میں ڈوب گئیں۔ یہ سب کاروائی امن کے شہزادے اور اُس خدا کے نام میں کی گئی جس نے ہمارے گناہوں کے بدلے اپنا اکلوتا بیٹا قربان کر دیا!

جب مغربی قوموں نے مسلمانوں کے ملکوں پر قبضہ کیا تو اُنہوں نے مقامی باشندوں سے انتہائی نفرت کا سلوک کیا۔ باوجود اس کے کہ حکمران طبقہ اور فوجی مسلمانوں سے ہتک کا سلوک کرتے تھے جوں جوں رابطہ بڑھا، آہستہ آہستہ بہت سے یوروپین اسلام کی قدر پہچاننے لگے۔ کچھ تو ایسے تھے جنہوں نے اسلام میں اس لئے دلچسپی لی کیونکہ وہ عیسائی مشنریوں کی مساعی کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جوں جوں وہ قرآن اور آنحضرت صلعم کی زندگی کا مطالعہ کرتے گئے، توں توں وہ چاہے بادل

ناخواستہ ہی کیوں نہ ہو، اسلام کی قدر کرنے لگے۔ قرآن کریم کے یوروپین زبانوں میں تراجم عیسائی مشنریوں کی مدد کے لئے کئے گئے لیکن مترجم خود اسلام کے متعلق مثبت انداز میں باتیں کرنے لگے۔ سیل کا انگریزی ترجمہ قرآن ۱۷۳۴ء میں چھپا۔ اُس کی لمبی تمہید میں وہ لکھتا ہے: ''ایک چیز۔ ۔ ۔ اُن (نبی کریم) کا مُدبرانہ رویہ اور احتیاط جو انہوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دکھائی اس چیز سے مُطابقت نہیں رکھتی کہ وہ کوئی مذہبی جنونی تھے۔'' (ص ۳۱) اور آگے ''مُناقشانہ لکھاری مُسلسل اُن پر یہ اعتراض کرتے ہیں اور وہ اس چیز کو واضح دلیل سمجھتے ہیں کہ اُن کا متعدد عورتوں سے شادی کرنا اُن کی شہوت پرستی کا ثبوت ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ بدکار اور جھوٹے تھے (نعوذ باللہ) لیکن یاد رکھیں کہ کثیرالازدواجی کا، گو یہ عیسائی مذہب میں ممنوع ہے، محمدؐ کے زمانے میں عام رواج تھا اور اسے بدکرداری نہیں سمجھا جاتا تھا اور نہ ہی اس سے کسی کی شہرت پر بُرا اثر پڑتا تھا، جس وجہ سے محمدؐ نے کچھ پابندیوں کے ساتھ اپنے پیروں کو اس کی اجازت دی جو کئی وجوہ سے اس کے درست ہونے کے دلائل دیتے ہیں اور خاص طور پر اُن بزرگوں کی مثال سے جنہیں سب نیک سمجھتے ہیں اور جن میں کئی کو وحی الٰہی کا شرف بھی حاصل تھا''

روڈویل کا ترجمۃ القرآن ۱۸۶۱ء میں شائع ہوا۔ اس کے دیباچہ میں وہ لکھتا ہے: ''ہمیں غیر متنازع تاریخی ماخذوں سے جتنا زیادہ محمدؐ کے اصل کردار کا علم ہوتا ہے ہمیں اُتنی ہی کم وجہ ملتی ہے کہ ہم اُس دُشنام دہی کی حمایت کریں جو ماراچی، پریڈو اور دوسروں نے محمدؐ کے خلاف کی ہے'' (ص ۱۵) آگے لکھا ہے ''قرآن نے خدا تعالیٰ کا جو تصور پیش کیا ہے وہ اُس کے لئے زبردست تعریف کا مستحق ہے خاص طور پر توحید باری تعالیٰ، قدرت، علم اور پروردگاری کے حوالے سے'' اور اس کے علاوہ ٹھومس کارلائیل کا مشہور کتابچہ ''محمدؐ اور اسلام کا آغاز'' جو کہ ہیرز اور ہیرو ورشپ کی سیریز کا ایک حصہ تھا جس سے آپ سب آگاہ ہیں۔

مغربی علم اسلام

دلچسپی کی بات تو یہ ہے کہ اسلام پر اعتراضات کو رد کرنے کے لئے جس تحقیق کی ضرورت تھی وہ بھی مغرب میں ہی ہو رہی تھی۔ کچھ حالات میں یہ کام صرف تحقیق کی خاطر ہو رہا تھا اور اس کا کوئی مذہبی مقصد نہ تھا۔ مثلاً قرآن کریم کی سب سے مُستند کُلید گُستاف فلوگل نے تیار کی اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔ اُس نے اس کتاب کو تیار کرنے کی دو وجوہات بیان کی ہیں۔ ''پہلی وجہ یہ ہے۔ ۔ ۔ مسلمانوں کی تحریروں میں ہمیں ایک صفحہ ایسا نہ ملے گا جس میں قرآن کے الفاظ نہ ہوں یا اُن کا حوالہ نہ دیا گیا ہو: اس لئے ایک کُلید کی ضرورت تھی تا کہ اِن الفاظ کا صحیح مطلب پایا جا سکے اور یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ کیا یہ واقعی قرآن کے الفاظ ہیں یا نہیں'' اور ''دوسری وجہ یہ ہے کہ عربی فرہنگ نویسی ناقص یا ادھوری ہے: انسان کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں یا کمزوریاں نظر آتی ہیں کیونکہ اکثر الفاظ کی، جہاں تک فرہنگ نویسی کا تعلق ہے، گردان کے استعمال اور ترتیب کے متعلق مستند ثبوت موجود نہیں ہوتے'' (دیباچہ، صفحہ ۱) نجوم القرآن، اردو میں ایک کُلید قرآن جو فلوگل کے کافی عرصہ بعد تدوین کی گئی، کے مولف لکھتے ہیں: ''لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ باوجودیکہ قرآن مجید مسلمانوں کا دین و ایمان ہے اور ہر مسلمان کی ضرورت اس سے وابستہ ہے۔ اب تک ہم مسلمانوں نے قرآن مجید کی ویسی خدمت نہیں کی جو اس کی شان کے شایاں تھی۔ ۔ ۔ اور جہاں آج علوم وفنون کے مختلف شعبوں میں اہل یورپ کا ہمارے سر پر بار احسان ہے۔ خدمات قرآن مجید میں بھی انہوں نے ہم پر کچھ کم احسان نہیں کیا'' (دیباچہ، صفحہ ۱)

ووکنگ کی مسجد

ایسے وقت جب عیسائی مشنریوں نے بھی اسلام کے متعلق اپنا رویہ بدلنا شروع کر دیا تھا ایک عظیم الشان واقع ظہور میں آیا۔ ۱۸۸۳ء میں ڈاکٹر لائیٹنر، جو کسی وقت پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہ چکے تھے، نے ووکنگ میں اورینٹل انسٹیٹیوٹ قائم کیا اور وہاں ایک مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کئے۔ ڈاکٹر لائیٹنر کا ارادہ تھا کہ انسٹیٹیوٹ تمام مشرقی مذاہب کا احاطہ کرے، صرف اسلام نہیں۔ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے بعد اُنہوں نے ایک مندر کی تعمیر شروع کی۔ بُنیادیں بھر دی گئیں اور ستون بھی کھڑے ہو گئے لیکن پیشتر اس کے کہ وہ کام اور آگے بڑھاتے اچانک ڈاکٹر لائیٹنر، اُس زمانے کے مُطابق بھی کم عمر میں، چل بسے۔ یہ بات دوہرانے کے قابل ہے کہ اسلام پر اعتراضات کے جواب کی تحریک کی موج، مسلمانوں نے نہیں (گو انہوں نے مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے دِل کھول کر چندہ دیا)، ایک عیسائی نے اُٹھائی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ۱۹۰۳ء تک مسجد ویران ہو چکی تھی اور یہ دوبارہ آباد تب ہوئی جب احمدی مُبلغ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک لمبے مقدمے کے ذریعے اس کا کنٹرول مسلمانوں کو دلوایا۔

مشرقی تحریکیں

مسلمان بھی اِن حالات کی وجہ سے فکر مند تھے اور حالات درست کرنے کے لئے متعدد تحریکیں اُٹھیں۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ بلا استثناء اِن تحریکوں کا خیال تھا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا راز مسلمانوں کا دوبارہ سیاسی اور فوجی طاقت حاصل کرنا ہے۔ کچھ تو اس حد تک بڑھ گئیں کہ انہوں نے فتویٰ دیئے کہ جہاں مسلمان اقلیت ہیں وہاں اُن کا رہنا جائز نہیں۔ ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں نے اِس فتویٰ کی بنا پر اپنے گھر بار اور کاروبار بیچ دیئے اور افغانستان وغیرہ ہجرت کی کوشش کی۔ لیکن وہاں کی حکومت نے اتنی بڑی تعداد میں مہاجروں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسروں نے جیسا کہ جمال الدین افغانی نے پین اسلامک تحریکیں شروع کیں تا کہ تمام مسلمان ممالک کو ایک ریاستہائے متحدہ اسلامیہ جوڑ دیا جائے۔ یہ بھی ناکام ہوئیں اس لئے کہ مختلف مسلم ممالک کی الگ الگ سیاسی اور فوجی ترجیحات تھیں۔ خاص طور پر پہلی جنگ عظیم کے بعد مسلمان ممالک میں ایک مستقل تقسیم ہو گئی جبکہ عرب قومیت کے جھنڈے تلے عرب ترکوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور برٹش انڈین آرمی کے مسلمانوں نے بھی اپنے ترکی بھائیوں پر حملے کئے اور اُن سے لڑے۔ یہ صرف ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے نہیں لڑ رہا تھا بلکہ سُنی مسلمان قومیت کی آڑ میں ایک

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت موسیٰؑ یمن میں

ایک لیکچر

مائیکل ایس سونڈرز
(http://www.biblemysteries.com)

(اس مضمون کے پہلے حصے میں مسٹر سونڈرز نے اس خیال کا تجزیہ کیا تھا کہ حضرت موسیٰؑ خروجِ مصر کے بعد یمن تشریف لے گئے تھے۔ اُن کے دلائل کا کچھ حد تک انحصار عربی اور عبرانی میں مختلف مقامات جہاں حضرت موسیٰؑ نے قیام کیا تھا، کو دیئے گئے ناموں میں مماثلت تھا۔)

خروج کے دوران مقامات

قادش، جو کہ مکہ یا مکہ کے نزدیک ہے، کا پہلی دفعہ ذکر یہاں آتا ہے اور یہ ویلیکووکسی کا خیال نہیں:

تکوین ۱۶:۱۴ ''اِس لئے اُس نے اُس کنوئیں کا نام بیرلحی رُوئی رکھا وہ قادیش اور بارد کے درمیان ہے''

ابنِ عزرا نے اس کو زمزم سے شناخت کیا ہے جہاں عرب ہر سال ایک سالانہ تہوار منعقد کرتے ہیں۔ یہ زمزم مکہ میں ہے۔ سو اس کے مُطابق ہاجرہ عرب گئیں تھیں مصر نہیں۔

مزید قادش برنا پر ایک مقالے میں جو کہ فلسطینی ایکسپلوریشن کوارٹرلی میں ۱۹۶۴-۶۵ میں چھپا باردروما نے قادش کی شناخت کو جس طرح بائبل اسرائیل کی سرحدوں کی نشان دہی ۳۴:۳ میں کی ہے موجودہ اسرائیل کی سرحد کو عرب کے اندر تک بڑھانے کے لئے استعمال کیا: ''خداوند نے موسیٰ سے فرمایا ۔ ۔ ۔ پھر جنوب سے نکل کر قادیش برنیع کو جائے گی''

عرب میں یہود: ٹیوڈلا کے ربائی بن یامن نے ۱۱۷۵ء میں دنیا کے یہودیوں کی ایک مفصل مردم شماری کی تھی۔ اس کے مُطابق ۷۴،۷ فی صد یہودی عرب یا یمن میں رہتے تھے۔ (۹۷۵،۰۰۰ جو اُس نے گنے اُن میں سے ۶۲۵،۰۰۰)۔ اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ (بنجمن آف ٹیوڈلا، آئیٹنیاریو (سفر ماسائعت) ریمنی ۱۹۸۸ء)

خروج کے مقامات کی ایک فہرست مندرجہ ذیل دی گئی ہے، یہ صفحہ نمبر ۷ پر جاری ہے۔

مقاماتِ خروج

Map No.	Biblical Name	Arabic Name	Map Coordinate	Biblical Reference(s)	Other information/ notes
1.	Mt. Sinai - Mt. Horeb	Harra of Arhab	-	-	MSS
2.	Sin Desert	Sanaa area /Sin/Wadi Sayan	-	-	MSS
3.	Dofkah	Al Qudhf	-	-	MSS
4.	Alush	Al Aysh	-	-	MSS strongly disputed by Salibi.
5.	Rephidim	Riphydan	-	-	MSS
6.	Sinai Desert	Sin	-	-	MSS
7.	Kibroath-Hattaavah = "Graves of Craving"	Qubur-Tawi	-	-	Salibi (S)
8.	Chatzeroth	Hazarut	-	-	S
9.	Rithmah	Rithmah	-	-	S
10.	Rimmon Peretz	Ruman-Farzah	-	-	S
11.	Livnah	Lubanah	-	-	S
12.	Rissah	Rissah	-	-	S
13.	Kehelathah	Qahlah	-	-	S
14.	Mount Shefer	Shifr	-	-	S
15.	Charadah	Haradah	-	-	S
16.	Mak'heloth	Al Majma or Majma or Wadi Al Majma'ah	18.11 – 42.73 17.96 – 43.60 18.62 – 41.61	Hebrew Meetn Arabic Majmag Place	S/MSS

(بقایا صفحہ نمبر ۷ پر)

[illegible]

[illegible]

دوسرے کے گلے کاٹ رہے تھے۔ اِن حالات میں اتحاد بین المسلمین، خواہ وہ خلافت کے جھنڈے تلے ہو یا نہیں، ممکن نہ تھا۔
مشکل یہ تھی کہ بیماری کی تشخیص غلط کی گئی تھی۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں مسلمانوں کا خیال تھا کہ اگر اُنہیں سیاسی طاقت مل جائے تو اُن کی سب مشکلات دور ہو جائیں گی۔ تاریخ نے اُنہیں غلط ثابت کر دیا ہے۔ مسلمانوں نے سیاسی اور فوجی طاقت حاصل کر لی ہے، یہاں تک کہ اُن کے پاس ایٹم بم بھی ہے، لیکن پھر بھی آج کی دنیا میں وہ مظلوم ہی ہیں۔
ایسے وقت میں حضرت مرزا غلام احمد اُٹھے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی بیماری کا علاج سیاسی قوت میں نہیں، مسلمانوں کو اپنی اخلاقی اور روحانی کمزوریوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ آپ نے نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی مثال کی طرف توجہ دلوائی کہ اُنہوں نے تو کبھی سیاسی یا فوجی قوت کی تمنا نہ کی تھی اور یہ اُن کا اعلیٰ کردار تھا جس کو دیکھ کر غیر مسلم اسلام قبول کرتے تھے۔

حضرت مرزا غلام احمد نے دوسرے تمام مذہب کو چیلنج کیا کہ وہ اسلام کی تعلیمات کا مقابلہ کر کے دکھائیں۔ اُنہوں نے ہندو اور عیسائی مُناظروں کو زبردست شکست دی اور یہ ثابت کیا کہ بطور دین، اسلام اب بھی انسانیت کو اخلاقی و روحانی عظمت عطا کر سکتا ہے جیسا کہ اُس نے ۱۴۰۰ برس پہلے کیا تھا۔ کمزوری دینِ اسلام میں نہیں مسلمانوں میں ہے جو کہ اسلام کی تعلیمات کے پابند نہیں رہے تھے۔
انہوں نے ایک تنظیم بھی قائم کی جس کے مبلغوں نے بڑی بڑی عظیم سلطنتوں، جو کہ دنیا بھر پر حکمران تھیں، کے عقائد کو چیلنج کیا۔ حضرت مرزا غلام احمد ہی وہ صور تھا جو خدا تعالیٰ نے پھونکا کہ وہ انسانیت کو پھر اسلام کی اصل تعلیم کی طرف لے آئے۔ اور حضرت صاحب کو اس کام میں کامیابی عطا فرمانے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد کے زمانے میں سائنس اور فن و ہنر کو وہ ترقی دی، جو میں شروع میں بیان کر چکا ہوں اور جس کی یہ ثابت کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ اسلام ہی دنیا کی سب سے اعلیٰ روحانی اور اخلاقی قوت ہے۔
آئیں ہم سب مل کر یہ دُعا کریں کی خدا تعالیٰ جلد اسلام کی شوکت کے دِن واپس لائے۔ (آمین)

Map No.	Biblical Name	Arabic Name	Map Coordinate	Biblical Reference(s)	Other information/ notes
17.	Tachath	Suqaththalulut	19.27 – 41.80	Kataath (Septuagint)	MSS
18.	Terach	UmmaTirah	21.41-43.55	-	MSS
19.	Mithkah	Mithkah	-	-	S
20.	Chashmonah	Khashman	-	-	S
21.	Moseroth	Al Masarrah	21.37 – 40.46	-	MSS
23.	Chor HaGidgad	Qidqadah	-	-	S
24.	Yatvathah	Wadi Usbutah	19.26 - 41.44	Yatbah in Deut. 10:7. Flowing brooks.	MSS
25.	Avronah	Baranah -	21.55 – 39.82	-	MSS
26.	Etzyon Gever	Harrat al Jebaryaor Jabara Jabelel	21.88 – 40.0520.30 - 40.50	Nb. The proximity to Elath (Al Lith 20.15 - 40 - 25) 1 Kings 9:26 – (Al Lith is a port city.)	MSS
27.	Kadesh in the Tizin Desert	Mecca	21.42 - 39.83	-	Velikovsky – Ibn Ezra
28.	Hor Mountain at the edge of the land of Edom	Jabal Harrah	-	-	S
29.	Mt. Seir	Asir	-	-	MSS
30.	Amorites	Bene Amr	-	-	MSS
31.	Yam Suf (Red/Reed Sea)	Bahr Safi	-	-	Teacher/S
32.	-	Jebel Yam	-	-	MSS
33.	-	Had) Al Suflabat (hump	-	-	MSS
33.	-	Had) Al Suflabat (hump	-	-	MSS

(گزشتہ سے پیوستہ)

نوجوانوں کے لئے

بُنیادی تعلیمِ اسلام

ڈاکٹر زاہد عزیز

۱۶: کیا کوئی ایسا نام ہے جو مسلمان خصوصی طور پر خدا کے لئے استعمال کرتے ہوں؟

جی ہاں، اسلام کے مطابق خدا کا ذاتی نام عربی کا لفظ اللہ ہے۔ ذاتی نام کا مطلب ہے کہ یہ لفظ صرف خدا کی ذات کے حوالے سے ہی استعمال ہوتا ہے اور یہ وجود باری تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے اُس کی کسی ایک صفت کے لئے نہیں۔

لفظ اللہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ واحد ہے اور اپنی صفات میں یکتا ہے اور اُس میں سب خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم خود یہ ہی مطلب بیان کرتا ہے۔ اس میں فرمایا ہے:
"وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی" (الاعراف، ۱۸۰)

یعنی بہترین نام یا صفات باری تعالیٰ کی ہیں۔

دوسری زبانوں میں خدا تعالیٰ کے نام مثلاً انگریزی میں گوڈ یا اردو میں خدا، باری تعالیٰ کی صرف ایک ہی صفت کی پہچان کرواتے ہیں اور یہ باری تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں (مثلاً گوڈ، گوڈز، گوڈیس وغیرہ)۔ لیکن لفظ اللہ ہمیشہ صرف باری تعالیٰ کے لئے ہی استعمال ہوا ہے۔

۱۷: کیا اسلام باری تعالیٰ کے وجود کے کوئی دلائل دیتا ہے؟

جی ہاں، قرآن کریم تین قسم کے دلائل دیتا ہے۔ اول وہ مادی دنیا کی طرف اشارہ کرتا ہے جو بہت منظم ہے، قوانین کے مطابق چلتی ہے اور جس میں کائنات کی ہر چیز کا ایک مقصد ہے۔ فطرت میں انتہائی خوبصورتی ہے جو کہ انسان کے دِل کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ سائنس ہر روز کائنات کی زیادہ سے زیادہ تر صفات معلوم کر رہی ہے۔ اِس لئے اس انتہائی بامقصد اور خوبصورت فطرت کے کام کیلئے ایک واحد ذہانت جو کہ انسان کو بھاتی ہو ہونا ضروری ہے۔

دوم، قرآن کریم ہمیں اُس نزدیکی اور گہرے تعلق کے بارے میں بتاتا ہے جو باری تعالیٰ اور ہر انسان کی باطنی فطرت کے درمیان ہے۔ ہر انسان میں ایک باطنی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے سے بُلند چیز کی تلاش کرے اور جب مشکلات ہوں تو وہ ایک باطنی طاقت سے مدد مانگ سکے۔

سوم، اور سب سے زیادہ موثر دلیل، انبیاء اور خدا رسیدہ انسان دنیا کی ہر قوم میں ظاہر ہوئے اور اُنہوں نے اپنی تعلیم اور کام کے ذریعے اپنی قوموں کو خدا کی حقیقت سے روشناس کروایا۔ جس طرح ہم سائنس کے متعلق ساری ایجادیں اور دریافتیں دوبارہ کر کے نہیں بلکہ اُن لوگوں، جنہوں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر رکھا ہے، اُن کے کام اور شہادت کو قبول کر کے سیکھتے ہیں۔ اسی طرح باری تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت بھی اُن روشن چراغوں کی زندگیاں مُہیا کرتیں ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے دنیا میں ہر جگہ اسی مقصد کے لئے بھیجا تھا۔

۱۸: دوسرے مذاہب بھی خدا کے وجود کی تعلیم دیتے ہیں۔ کیا خدا کے تصور کے بارے میں اُن کی اور اسلامی تعلیم میں کوئی فرق ہے؟

جی ہاں، کچھ اہم فرق ہیں۔

پہلا اہم فرق یہ ہے کہ اسلام سختی سے وحدینت باری تعالیٰ، یعنی خدا کے ساتھ خدائی میں کوئی بھی شریک نہیں ہوسکتا، کی تعلیم دیتا ہے۔ کوئی بُت، آسمانی شے، مذہبی یا روحانی لیڈر خدائی صفات یا قوت میں شریک نہیں ہوسکتا ہے۔

دوسرے، اسلام باری تعالیٰ کا سب سے اعلیٰ تصور پیش کرتا ہے اور اُس کی طاقت اور علم پر کسی قسم کی پابندی قبول نہیں کرتا جبکہ دوسرے مذاہب خدا تعالیٰ پر پابندیاں لگاتے ہیں۔ مثلاً اسلام اِس ہندو عقیدے کو رَد کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ مادے اور روحوں کا خالق نہیں اور اُن کے ساتھ ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔

اسلام عیسائیت کا یہ عقیدہ بھی رَد کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ گناہ اُس وقت تک معاف نہیں کر سکتا جب تک وہ کسی کو سزا نہ دے لے اور اِسی لئے اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ وہ اُسے ساری انسانیت کے گناہوں کی سزا دے۔ مزید ایک بیٹے کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ باپ کی وفات کے بعد بیٹا اُس کی جگہ لے، اور یہ واضح ہے کہ اس کا اطلاق، اگر خدا کامل ہے، تو اُس پر نہیں ہوسکتا۔

سوم، اسلام اس عقیدے کو بھی رَد کرتا ہے کہ ایک انسان، چاہے وہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، وہ زمین پر خدا کا ظہور تھا یا مجسم باری تعالیٰ تھا۔

۱۹: اِن تین اختلافات کے عملی نتائج کیا ہیں؟

یہ اختلافات شانِ باری تعالیٰ کو انسان کی پوزیشن سے بالاتر کر دیتے ہیں۔ وحدنیت پر ایمان کا مطلب ہے کہ انسان کسی دوسری چیز کی عبادت نہ کرے اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز کا غلام بنے جیسا کہ بُت، فطرت کی قوتیں، ساوی چیزیں، مذہبی لیڈر، بادشاہ، آمریت وغیرہ۔ سو انسان کا مقصد اُس کے اردگرد کی دُنیا کو مغلوب کرنا ہے، اُس سے خوفزدہ ہونا نہیں اور ہر انسان کو اپنی عقل اور دلیل استعمال کرنی چاہیے اور کسی کی بھی اندھا دھند پیروی نہیں کرنی چاہیے۔

خدا تعالیٰ کے اعلیٰ ترین تصور پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ انسان کی اپنی ترقی کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا علم اور قوت، گو وہ خدا تعالیٰ کے علم و قوت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، بڑھتا چلا جا سکتا ہے۔ کسی انسان کے مجسم قُدرت ہونے کے رَد کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو مذاہب عالم کے عظیم الشان بانیوں کو پُر اسرار خدا جس کے پاس غیر مرئی طاقت ہے، نہیں سمجھنا بلکہ انسان سمجھنا ہے جن کی مثال دکھاتی ہے کہ ہمیں کس طرح رہنا چاہیے۔

۲۰: اسلام کے تصورِ باری تعالیٰ کا کوئی اہم اختلافی پہلو ہے؟

جی ہاں، اسلام تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا 'رب' ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کا یا کسی مخصوص قوم یا نسل یا مذہب کا خدا نہیں وہ ساری انسانیت کا خدا، واحد ہے۔ ساری قوموں کے خدا ہونے کے ناطے اُس نے نہ صرف ساری دنیا کے لئے سامان خورد ونوش کا انتظام کیا ہے بلکہ ہر قوم کی اخلاقی ترقی کے لئے اُس کی طرف روحانی ہدایت بھی بھیجی۔ وہ ساری انسانیت سے پیار اور انصاف کرتا ہے۔ نہ ہی اُس کی کوئی پسندیدہ یا چُنی ہوئی قوم ہے اور نہ ہی کوئی رَد کی ہوئی۔ (جاری ہے)